آخرت کے طالب بنو!

مدرس: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَتَخَوَّفُ عَلٰی اُمَّتِی الْھَوٰی وَطُوْلُ الْاَمَلِ، فَاَمَّا الْھَوٰی فَیَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ، وَاَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَیُنْسِی الْآخِرَۃَ، وَھٰذَا الدُّنْیَا مُرْتَحِلَۃٌ ذَاھِبَۃٌ، وَھٰذِہِ الْآخِرَۃُ مُرْتَحِلَۃٌ قَادِمَۃٌ، وَلِکُلٍّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا بَنُوْنَ، فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تَکُوْنُوْا مِنْ بَنِی الدُّنْیَا فَافْعَلُوْا، فَاِنَّکُمُ الْیَوْمَ فِیْ دَارِ الْعَمَلِ وَلَا حِسَابَ، وَاَنْتُمْ غَدًا فِیْ دَارِ الْآخِرَۃِ وَلَا عَمَلَ)) (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں اپنی اُمت پر جن بلاؤں کے آنے سے ڈرتا ہوں' اُن میں سب سے زیادہ ڈر کی چیزیں ہویٰ اور طولِ اَمل ہے (یہاں ہویٰ سے مراد یہ ہے کہ دین و مذہب کے بارے میں اپنے نفس کے رجحانات اور خیالات کی پیروی کی جائے اور طولِ اَمل یہ ہے کہ دُنیوی زندگی کے بارے میں لمبی لمبی آرزوئیں دل میں پرورش کی جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دو بیماریوں کو بہت زیادہ خوفناک بتلایا اور آگے اس کی وجہ یہ ارشاد فرمائی) کہ ہویٰ تو آدمی کو قبولِ حق سے مانع ہوتی ہے (یعنی اپنے نفسانی رجحانات اور خیالات کی پیروی کرنے والا قبولِ حق اور اتباعِ ہدایت سے محروم رہتا ہے) اور طولِ اَمل (یعنی لمبی لمبی آرزوؤں میں دل پھنس جانا) آخرت کو بھلا دیتا ہے اور اس کی فکر اور اس کے لیے تیاری سے غافل کر دیتا ہے (اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ) یہ دنیا دم بدم چلی جا رہی ہے' گزر رہی ہے (کہیں اس کا ٹھہراؤ اور مقام نہیں) اور آخرت (اُدھر سے) چل پڑی ہے' چلی آ رہی ہے۔ اور ان دونوں کے بچے ہیں (یعنی انسانوں میں کچھ وہ ہیں جو دنیا سے ایسی وابستگی رکھتے ہیں جیسی وابستگی بچوں کو اپنی ماں سے ہوتی ہے اور کچھ وہ ہیں جن کی ایسی ہی وابستگی اور رغبت بجائے دنیا کے آخرت سے ہے) پس اے لوگو! اگر تم کر سکو تو ایسا کرو کہ دنیا (سے چمٹنے والے اس) کے بچے نہ بنو (بلکہ اس دنیا کو دار العمل سمجھو) تم اس وقت دار العمل میں ہو (یہاں تمہیں صرف محنت اور کمائی کرنی ہے) اور یہاں حساب اور جزا و سزا نہیں ہے' اور کل تم (یہاں سے کوچ کر کے) دارِ آخرت میں پہنچ جانے والے ہو' اور وہاں کوئی عمل نہ ہوگا (بلکہ یہاں کے اعمال کا حساب ہوگا اور ہر شخص اپنے کیے کا بدلہ پائے گا)''۔

رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپؐ کو ہرگز یہ گوارا نہیں کہ اُمت کا کوئی فرد ناکام و نامراد اور خائب و خاسر رہے۔ چنانچہ آپؐ نے قدم قدم پر لوگوں کو اُن خطرات سے آگاہ کیا ہے جو اُن کے لیے دنیا و آخرت میں خسارے کا باعث ہیں۔ شرک اور غیر اللہ کی پرستش سے منع کیا ہے' والدین کی نافرمانی اور ہمسایوں کے ساتھ برے سلوک سے روکا ہے۔ غرض آپ ﷺ نے ہر اُس کام سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے جو رذائل اخلاق میں آتے ہیں' یعنی جن سے حقوق اللہ اور حقوق العباد تلف ہوتے ہیں۔

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ہویٰ اور طولِ اَمل میں گرفتار ہونے سے خبردار کیا ہے۔ ہویٰ سے مراد یہاں دین و مذہب کے بارے میں نفس کے رجحانات اور خیالات کی پیروی کرنا ہے اور طولِ اَمل وہ لمبی لمبی آرزوئیں ہیں جن کے پورا کرنے میں انسان اس قدر منہمک ہو جاتا ہے کہ اسے آخرت کی فکر نہیں رہتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہویٰ تو انسان کو قبولِ حق سے روکتی ہے۔ چنانچہ جس حق بات کو اس کا نفس گوارا نہیں کرتا اُسے وہ مسترد کر دیتا ہے اور من کی مرضی کے اعمال میں مشغول رہتا ہے۔ مثال کے طور پر سود کو حرام قرار دیا گیا ہے' مگر کوئی شخص اس حقیقت کو جاننے کے باوجود سودی کاروبار نہیں چھوڑتا۔ ایسا شخص ہوائے نفس میں مبتلا ہے۔ اسی طرح خواتین کو پردے کا حکم ہے کہ وہ گلیوں بازاروں میں حسن کی نمائش نہ کرتی پھریں' مگر یہ کام ان کو گوارا نہیں' بلکہ وہ بن سنور کر چست لباس پہن کر بے پردہ گھومتی پھرتی ہیں اور مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ اُن کا یہ طرزِ عمل خواہش نفس کے تابع ہے۔ انہوں نے اللہ کے احکام کے مقابلہ میں اپنی مرضی کو اختیار کیا ہوا ہے۔ ایسا طرزِ عمل سراسر ہلاکت ہے۔ اسی طرح جدید نظریات و افکار جو انسان کے اپنے ذہن کی پیداوار ہیں اُن کا اپنا نفس اُن کو قبول کر کے راضی ہے' مگر دین اور شریعت میں ان کی کوئی بنیاد نہیں' وہ گمراہی کی طرف لے جانے والے ہیں۔

تھوڑا سا غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ تمام بدعات کی بنیاد ہوائے نفس پر ہی ہے' اگرچہ لوگ انہیں دین کا کام اور کارِ ثواب سمجھ کر کرتے ہیں مگر دین کے اندر اُن کا کوئی ذکر نہیں۔ نہ وہ کام رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیے ہیں' مگر بعد کے اَدوار میں لوگوں نے محض ہوائے نفس کے تابع وہ بدعات شروع کر دیں اور اپنے نفس کی پسند کو اختیار کیا۔ حالانکہ بدعت کی شناعت کو رسول اللہ ﷺ نے دوٹوک انداز میں واضح کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ڈالنے والی ہے۔'' بدعات کو اختیار کرنے والے لوگ اگر غور کریں تو خود اُن پر یہ بات ظاہر ہو جائے گی کہ یہ عمل جب اُسوۂ حسنہ میں نہیں ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ایسا نہیں کیا تو ضرور یہ بے فائدہ اور لایعنی ہے' اگرچہ یہ ہمارے نفس کو مرغوب ہے۔ ہوائے نفس کا یہی تو مطلب ہے کہ اپنے نفس کے پسندیدہ عمل کو قبول کر لینا بغیر یہ جانے کہ یہ عمل اُسوۂ حسنہ میں ہے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے کیا ہے؟ پس ہر مسلمان کا طرزِ عمل یہ ہونا چاہیے کہ وہ صرف ایسے اعمال کو اختیار کرے جن کا حکم اللہ اور اس کے رسولؐ

نے دیا ہے اور صحابہ کرام ؓ نے ان پر عمل کیا ہے' اور ہر اُس عمل کو بدعت سمجھ کر چھوڑ دے جو بعد کے لوگوں نے ایجاد کیا اور خیر القرون میں وہ نظر نہیں آتا' خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش نما اور بھلا معلوم ہوتا ہو۔ اگر خواہش نفس کی پیروی کی جائے گی تو رسول اللہ ﷺ خبردار کر رہے ہیں کہ اس کا نتیجہ قبولِ حق میں رکاوٹ کا سبب بنے گا۔ انسان کا مزاج ایسا بگڑے گا کہ حق یا ناحق کی پہچان کرتے وقت اپنی خواہش کے مطابق فیصلہ کرے گا اور کتاب و سنت کو نظر انداز کرے گا۔ ظاہر ہے یہ طرزِ عمل سراسر ہلاکت ہے۔ نفس کی خواہشات پر کنٹرول کرنا آسان نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول قرآن مجید میں نقل ہوا ہے' وہ اعتراف کرتے ہیں کہ: ﴿وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ﴾ (یوسف:۵۳) ''میں اپنے نفس کو بریُ الذمہ نہیں ٹھہراتا' بے شک نفس تو برائی پر ہی اُکساتا ہے''۔ جب ایک نبی ؑ یہ بات کہہ رہے ہیں تو قیاس کر لیا جائے کہ ایک عام آدمی کا نفس اسے کس حد تک برائی پر آمادہ کرتا ہوگا اور اسے نفسِ امارہ سے کس قدر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے!

دوسری بات جس سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت کے حق میں خطرہ محسوس کیا ہے وہ طولِ اَمل ہے' جس کا مطلب ہے لمبی لمبی خواہشات میں پھنس جانا۔ یہ طرزِ عمل بھی انسان کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیتا ہے اور اسے خبر بھی نہیں ہوتی۔ دنیاوی ترقی کے سلسلہ میں انسان کے لمبے چوڑے پروگرام طولِ اَمل ہی کے ضمن میں آتے ہیں۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے آگاہ کیا ہے کہ جو شخص طولِ اَمل میں پھنس جاتا ہے آخرت اُس کو یاد نہیں رہتی۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان واضح حقیقت پر مبنی ہے' کیونکہ جو شخص دنیاوی زندگی کے لمبے پروگراموں میں پڑ جائے گا اُس کے ذہن اور دماغ پر ہر وقت اِس دنیا کی زندگی میں دوسروں پر سبقت لے جانے اور مال و جائیداد اکٹھی کرنے کا شوق سوار رہے گا اور آخرت کی زندگی کی حیثیت اس کے نزدیک صرف زبانی عقیدے کی ہوگی۔ کیونکہ جس شخص کو آخرت کی فکر لگ گئی وہ دنیا کی زندگی میں بس ناگزیر حد تک دلچسپی لے گا اور اس کی اصل دلچسپی اُن اعمال کو اختیار کرنے میں ہوگی جو اُس کی دائمی زندگی کو سنوارنے والے ہوں۔ یہی طرزِ عمل خود رسول اللہ ﷺ کا تھا اور یہی اندازِ فکر صحابہ کرام ؓ کا تھا کہ اُن کے نزدیک دنیا دل لگانے کی نہیں بلکہ آخرت بنانے کی جگہ ہے۔

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ دنیا تو دم بدم چلی جا رہی ہے' گزر رہی ہے اور یہ جو آخرت ہے یہ آگے سے چل پڑی ہے اور چلی آ رہی ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں کے بچے ہیں' یعنی انسانوں میں کچھ ایسے ہیں جو دنیا سے ایسی محبت اور تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ بچوں کو ماں کے ساتھ ہوتا ہے اور کچھ وہ ہیں جن کو ایسی ہی وابستگی اور رغبت دنیا کے بجائے آخرت کے ساتھ ہے۔ آنحضرت ﷺ جو اُمت کے غم خوار ہیں' نصیحت کرتے ہیں کہ جہاں تک تم سے ہو سکے دنیا کے بیٹے نہ بنو' یعنی دنیا کے ساتھ بس واجبی اور ناگزیر حد تک تعلق رکھو۔ تمہاری اصل دلچسپی آخرت کے ساتھ ہونی چاہیے۔ آپ ﷺ نے

فرمایا: (اپنی آخرت کے لیے) بھرپور عمل کرو کیونکہ آج تم دار العمل یعنی عمل کرنے کی جگہ میں ہو یہاں تمہیں عمل کرنے کی آزادی ہے تم اچھے کام بھی کر سکتے ہو اور برے کام بھی۔ یہاں حساب کتاب اور جزا و سزا نہیں ہے اور کل تمہیں کوچ کر کے دارِ آخرت میں پہنچنا ہے اور آخرت وہ جگہ ہے جہاں کوئی عمل نہ ہوگا' اگرچہ انسان چاہے گا کہ اب مجھے موقع دیا جائے تو اچھے عمل کروں گا مگر اُس وقت مہلت عمر گزار کر وہ دار العمل سے دار الجزا میں پہنچ چکا ہوگا۔ اس طرح اُس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکے گی' بلکہ حسرت کے ساتھ ہاتھ ملنے کے سوا وہ کچھ نہ کر سکے گا۔ دنیا کے یہ شب و روز بڑے قیمتی ہیں۔ ان کا صحیح استعمال کر کے انسان ابدی راحت حاصل کر سکتا ہے اور ان کو دنیا کی دلچسپیوں میں گزار کر اور شتر بے مہار کی طرح زندگی گزار کر ہمیشہ کی ناکامی اور نامرادی تک پہنچ جاتا ہے۔ دنیا کی خواہشات کو اگر آزاد چھوڑ دیا جائے تو ان کی کوئی حد نہیں' کیونکہ ہر خواہش سے آگے بھی ایک خواہش ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر آدمی کے پاس مال کی بھری ہوئی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی تمنا کرے گا اور آدمی کا پیٹ تو بس مٹی سے بھرے گا' اور اللہ اس بندے پر عنایت اور مہربانی فرماتا ہے جو اپنا رخ اور توجہ اس کی طرف کر لے۔'' (صحیحین)

دنیا کی دلچسپیوں میں بڑی کشش ہے' ان سے بچنا کوئی آسان کام نہیں۔ ادھر ابلیس ان دلچسپیوں کو مزید خوش نما بنا کر انسان کو ان کا گرویدہ بناتا ہے۔ پس دنیا کے ساتھ واجبی سا تعلق اسی صورت میں رہ سکتا ہے جب یادِ خدا اور فکرِ آخرت انسان کے سامنے ہر وقت مستحضر رہے اور وہ ہر عمل کرنے سے پہلے دیکھ لے کہ یہ کام آخرت میں کیا نتیجہ سامنے لائے گا' اللہ تعالیٰ کی خوشنودی یا اُس کی ناراضی؟

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہمیں دو ہلاکتوں سے خبردار کر رہا ہے۔ ایک نفسانی خواہشات کی پیروی اور دوسرے دنیا کی زندگی میں لمبی لمبی خواہشات۔ آپ ﷺ کے سچے اُمتی کی زندگی تو اس نہج پر بسر ہونی چاہیے کہ وہ نفسانی خواہشات کی غلامی سے بچے' ہر کام دین و شریعت کی روشنی میں کرے' اس راہ میں آنے والے شیطانی وسوسوں سے باخبر رہے' شیطان کی ملمع سازیوں سے ہوشیار رہے۔ الغرض اپنی ہر خواہش کو اَطِیْعُوا اللّٰہَ اور اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کے تابع رکھے' اور یہ اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ''اور جو شخص نفس کی خواہش سے بچا لیا گیا پس ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔ پس اللہ تعالیٰ سے توفیق اور استقامت طلب کرتے رہنا چاہیے جس کے لیے آپ ﷺ نے ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کا ذکر تلقین فرمایا ہے کہ ''کہ کسی شخص میں نہ برائی سے بچنے کی ہمت ہے اور نہ نیکی کرنے کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے''۔ اسی طرح مال اور جائیداد کی کثرت کی خواہش پر قابو پانے کے لیے آپؐ نے اکسیر نسخہ بتا دیا کہ مال و دولت میں اپنے سے نیچے کے لوگوں کو دیکھو اور دین میں اپنے سے اونچے کو دیکھو تا کہ ناداروں اور مفلسوں کی کمزوری اور ناداری کو دیکھ کر جذبۂ شکر پیدا ہو اور دین میں اونچے لوگوں کو دیکھ کر نیکی میں آگے بڑھنے کا شوق پیدا ہو۔ ❀❀